''ہیر'' وارث شاہ: انسائیکلو پیڈیا آف پنجاب

ڈاکٹر محمود الحسن بزمی، شعبۂ اُردو پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

واصف لطیف، لیکچرار شعبۂ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Syed Waris Shah is a great poet of Punjabi language and literature. His poetical work Heer gained a remarkable appeiciation all over the world. Heer by Waris Shah is not a tale of the love between Heer and Ranjha but also a source of spirtualism, wisdome and socio-economic history of the Punjab. This article deals with the analytical study of Heer Waris Shah as an Encyclopedia of the Punjab.

وارث شاہ پنجاب کا عظیم اور لافانی شاعر ہے اور اس کی تخلیق ''ہیر'' کا شمار بلا شبہ ادبیاتِ عالیہ میں ہوتا ہے۔ وارث شاہ کی ہیر کو ''دیوانِ پنجاب'' اور ''انسائیکلو پیڈیا آف پنجاب'' کہا جاتا ہے۔ ہیر وارث شاہ کو ''منی ایچر آف پنجاب''۱ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کیونکہ وارث شاہ نے اپنے پُورے عہد اور عہد کی تاریخ کو اپنے اس شاہکار میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا سے کیا مراد ہے؟ فیروز اللغات کے مطابق اس کے معانی:

> ''(Encyclopaedia) قاموس، قاموس العلوم، دائرۃ المعارف، وہ کتاب جس میں جملہ علوم وفنون کے متعلق معلومات درج ہوں، مخزن العلوم۔''۲

آکسفورڈ انگریزی لغت کے مطابق انسائیکلو پیڈیا کا مفہوم ملاحظہ ہو:

> 1. The circle of learning; a general course of instruction. 2. A work containing information on all branches of knowledge, usually arranged alphabetically. 3. A work containing exhaustive information on some one art or branches of knowledge, arranged systematically.۳

فیروز سنز کے اردو انسائیکلو پیڈیا میں اس کی وضاحت کچھ یوں ہے:

> ''انسائیکلو پیڈیا ایک یونانی لفظ ہے جو انگریزی، اردو اور دوسری زبانوں میں بھی اپنا لیا گیا ہے۔ اس سے مراد ایسی کتاب ہے جو ابجدی ترتیب سے دنیا بھر کی مختلف اشیا اور علوم وفنون کے متعلق

مفصل معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ اردو میں اسے مخزن العلوم وفنون کا نام دیا جا سکتا ہے۔''۴

یعنی انسائیکلوپیڈیا سے مراد ایسی کتاب ہے جس میں الفبائی ترتیب سے دنیا بھر کی معلومات کو یکجا کر دیا جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا دنیا بھر کے مختلف علوم وفنون پر ہر قسم کی معلومات کے حوالے سے مستند مانا جاتا ہے۔ اس میں ''انسائیکلوپیڈیا'' کے متعلق یوں درج ہے:

"Encyclopaedia, also spelled Encyclopedia, Reference work that contains information on all branches of knowledge or that treats a particular branch of knowledge in a comprehensive manner."۵

انسائیکلوپیڈیا امریکانا کے مطابق اس کا مفہوم ملاحظہ کریں:

An encyclopedia or encyclopaedia is a type of reference work or compendium holding a comprehensive summary of information from either all branches of knowledge or a particular branch of knowledge. Encyclopedias are divided into articles or entries, which are usually accessed alphabetically by article name. Encyclopedia entries are longer and more detailed than those in most dictionaries. Generally speaking, unlike dictionary entries, which focus on linguistic information about words, encyclopedia articles focus on factual information concerning the subject for which the article is named.۶

انسائیکلوپیڈیا ایسی حوالہ جاتی کتاب ہوتا ہے جس میں مختلف علوم، موضوعات یا مضامین کے متعلق جانکاری ابجدی ترتیب سے فراہم کی جاتی ہے۔ بالکل انسائیکلوپیڈیا کی طرح وارث شاہ نے بھی پنجاب کی تہذیب و ثقافت، کلچر اور تمدّن کو ہر ہر حوالے سے ''ہیر'' میں بیان کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے عہد کے سماجی، سیاسی، نفسیاتی، عمرانی اور مذہبی حالات کو بھی بڑی غیر جانبداری کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جبکہ ''ہیر'' کے کرداروں کی تمثیل میں اپنے عہد یعنی اٹھارویں صدی کے لوگوں کی سوچ اور حالت کو بھرپور انداز میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے حسین شاہد ہیر وارث شاہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ربّ نہ کرے جے کدے پنجاب اپنی ہر شکل گوا دیوے پر 'ہیر' بچ رہوے تے 'ہیر' دی گوء بنھ

کے پنجاب دی ہر شکل اوسے روپ وچ اُساری جاسکدی اے جیہڑا روپ پنجاب دا اصل روپ اے۔''۷

درج بالا رائے سے مطابقت رکھتا ایم۔اے پنجابی کے مقالے ''ہیر وارث شاہ وچ آفاقی سچائیاں'' کا انتساب بھی قابلِ غور ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ''نسخہ ہیر'' کی بقا اصل میں پنجاب کی بقا ہے۔ملاحظہ کریں:

''ماں بولی دے سیوا کار وارث شاہ دے ناں جیہنے اپنی پوتر تخلیق راہیں دھرتی ماں تے ماں بولی دی اجیہی رکشا کیتی کہ جدوں تو ڑی 'ہیر' زندہ رہوے گی اودوں تائیں ماں بولی تے دیس پنجاب پوری آن بان تے شان نال ہسدا کھیڈ دا، جیوندا جاگدا تے موجاں مان دا رہوے گا۔''۸

وارث شاہ اٹھارویں صدی کا وہ مؤرخ اور نباض ہے جس کو ''سخن دا وارث'' اور ''شیکسپیئر آف پنجاب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس نے پورے پنجاب کا انسائیکلو پیڈیا قصہ ہیر کی شکل میں مرتب کر دیا ہے۔مگر افسوس کی بات ہے کہ پنجاب کے سب سے بڑے شاعر کی زندگی کے حالات و واقعات کا کوئی پتہ نہیں سوائے اُن اندرونی شہادتوں کے جو قصہء ہیر میں موجود ہیں۔وارث شاہ کی پیدائش و وفات اور دیگر حالات کا کچھ پتہ نہیں۔درج ذیل مصرعہ آپ کے علاقے جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخو پورہ اور اُستاد حافظ مخدوم غلام مرتضیٰ قصوری کے بارے میں جانکاری فراہم کرتا ہے:

ع وارث شاہ وسنیک جنڈیالڑے دا شاگرد مخدوم قصور دا اے۹

اسی طرح قصے کے آخر میں وارث شاہ نے ہجری اور عیسوی سالِ تصنیف کا بھی ذکر کیا ہے۔ان سنین سے پتہ چلتا ہے کہ ہیر وارث شاہ کی تخلیق کو ۲۰۱۶ء کو ۲۵۰ سال کا عرصہ مکمل ہو چکا ہے پر اس کی شہرت اور مشہوری میں کمی نہیں آئی:

سن یاراں سے اسیاں نبی ہجرت لمّے دیس دے وچ تیار ہوئی
اٹھاراں سے تے تریہیاں سمتاں دی، راجے بکرما جیت دی سار ہوئی

(ہیر وارث شاہ، ص:۳۸۶)

وارث شاہ ہیر کا قصہ لکھنے والا پہلا شاعر نہیں ہے بلکہ اُس سے پہلے بھی پنجابی شعرا یہ قصہ لکھ چکے تھے۔مگر اُس زمانے میں وارث شاہ اپنے انوکھے اور منفرد اندازِ بیان، اسلوب اور سٹائل کی وجہ سے شاید غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے تھے جس کی بنا پر آپ سے قصہ لکھنے کی فرمائش کی گئی۔وارث شاہ نے یہ قصہ لکھ کر نہ صرف قصہء ہیر کو انمول شاہکار بنا دیا بلکہ خود بھی اس کی بدولت رہتی دنیا تک امر ہو گئے:

یاراں اساں نوں آن سوال کیتا، عشق ہیر دا نواں بنائیے جی ایس پریم دی جھوک دا سبھ قصہ، جیبھ سوہنی نال سُنائیے جی

(ہیر وارث شاہ، ص:۳)

وارث شاہ بلاشبہ سیانا اور تجربہ کار آدمی تھا۔اُس نے دوستوں کی فرمائش بھی پوری کی اور قصے کی صورت میں نہ صرف اپنا مافی الضمیر بیان کیا بلکہ ایک عمدہ انسائیکلو پیڈیا مرتب کر کے خود کو ہمیشہ کے لیے امر بھی کر لیا:

حکم مَن کے سجناں پیاریاں دا، قصہ عجب بہار دا جوڑیا اے بہت جیءو دے وچ تدبیر کر کے، فرہاد پہاڑنوں پھوڑیا اے

سبھا وِتھ کے زیب بنا دتا جیہا عطر گلاب نچوڑیا اے

(ہیر وارث شاہ، ص:۴)

وارث شاہ نے اپنے قصے کا آغاز رواج کے مطابق ربّ تعالیٰ کی حمد، نعتِ رسول مقبولؐ، منقبت پیرانِ پیر اور مدح بابا فرید سے کیا ہے۔ شعری امثال درج ذیل ہیں:

اوّل حمد خدائے داوِرد کیجئے، عشق کیتا سُو جگ دامُول میاں

(ہیر وارث شاہ، ص:۱)

دُوئی نعت رسول مقبولؐ والی، جَیں دے حق نزول لولاک کیتا

(ہیر وارث شاہ، ص:۱)

ابو بکرؓ تے عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، آپو آپنے گُنیں سو پیندڑے نیں

(ہیر وارث شاہ، ص:۲)

بابا فرید کی شان میں لکھی منقبت کا آخری مصرعہ ''دکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی'' اُن کی اسلامی اور پنجابی ادبی خدمات کے ساتھ ساتھ دیس پنجاب سے محبت کو بھی واضح کرتا ہے:

شکر گنج نے آن مکان کیتا، دُکھ درد پنجاب دا دُور ہے جی

(ہیر وارث شاہ، ص:۳)

وارث شاہ نے قصے کے آغاز میں پنجاب کی تہذیب وثقافت، پنجابیوں کے رہن سہن اور ٹھاٹھ باٹھ کی تعریف بڑی خوبصورتی کے ساتھ صرف ایک بند میں بیان کی ہے۔ اُس اکیلے بند سے وارث شاہ کی دیس پنجاب سے محبت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ صرف چار مصرعوں میں رانجھا اور رانجھا ذات کے لوگوں کی تمثیل میں پنجاب کے گھبرو جوانوں کے رہن سہن، ٹھاٹھ باٹھ اور شان وشوکت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی خوشحالی کا بھی بھر پور ذکر کر دیا ہے۔ مبالغہ آرائی کی حد یہ کہ دیس پنجاب کی تعریف میں تخت ہزارے کو ''بہشت دا ٹکڑا'' تک کہہ گئے ہیں:

اک تخت ہزاریوں گل کیجئے، جتھے رانجھیاں رنگ مچایا اے
چھیل گھبرو مست اَربیلڑے نیں، سُندر اک تھیں اک سوایا اے
وَالے، کوکلے، مُندرے، مَجھ لنگی، نواں ٹھاٹھ تے ٹھاٹھ چڑھایا اے
کیہہ صفت ہزارے دی آکھ سکاں، گویا بہشت زمین تے آیا اے

(ہیر وارث شاہ، ص:۴)

حالیہ پنجاب کا منظر نامہ بدل رہا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی شہروں کی حدود پھلانگتی ہوئی دیہاتوں تک جا پہنچی ہے۔ دیہات بھی بجلی، سوئی گیس، ٹیلی فون، ڈش انٹینا، کیبل نیٹ ورک اور انٹرنیٹ جیسی جدید ترین ٹیکنالوجی کی بدولت حالات پہلے جیسے نہیں رہے۔ سائنسی زرعی آلات نے دیہاتیوں کو تن آسان زندگی کی سہولتیں مہیا کر دی ہیں تو لامحالہ اب لوگوں کے سونے جاگنے اور روزمرہ کاموں کی روٹین بھی بدل گئی ہے۔ مگر وارث شاہ کی ہیر میں وہی پرانا پنجاب آج بھی جھلکتا ہے۔ حسین شاہد رقمطراز ہیں:

''اک عام جیہی گل دن داچڑھناں اے۔ اردو، پنجابی تے انگریزی دے بڑیاں شاعراں اپنیاں شعراں وچ دن چاڑھیا اے جیہڑا سوہنا وی لگدا اے پر دن چڑھن دی جیہڑی باشنا ذہن وچ موجود اے، اوہ مینوں کسے شاعر نہیں سی دوائی۔ ایہہ کم وی [وارث] شاہ ہوراں ای کیتا اے۔ آکھدے نیں:

چڑی چُوکدی نال جان ٹُرے پاندھی، پئیاں دُدھ دے وچ مدھانیاں نی

ہوئی صبح صادق جدوں آن روشن، تدوں لالیاں آن چھچلانیاں نی

ایہہ دو مصرعے جیہناں وچ ''صبح صادق'' ورگے دو کھرے لفظ وی آئے نیں مینوں نیویارک دے کسے ٹریفک بھرے بازار وچ وی یاد آون گے تاں میں اپنے آپ نوں پنجاب وچ کھلوتا ہویا پاواں گا''۔[۱۰]

وارث شاہ کی ''ہیر'' میں ہیر کے کردار کو اگر اٹھارھویں صدی کے پنجاب کی عورت کا استعارہ سمجھتے ہوئے اُس عہد کی عورتوں کے حقوق کی آواز کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ زبردستی کی شادی پر ہیر کے احتجاج سے پتہ چلتا ہے کہ خاندانی سٹیٹس اور وراثتی جائیدادوں کے تقسیم ہونے کے ڈر سے لڑکیوں کی مرضی کے خلاف اُن کو بے جوڑ رشتوں میں باندھ دیا جاتا تھا۔ حالانکہ نکاح کے سلسلے میں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کا درس اسلام میں بھی موجود ہے۔ ہیر کا کردار اصل میں اُسی فرسودہ نظام کے خلاف بغاوت کی آواز ہے۔ لہٰذا ہیر کے کردار کو اگر آزادیٔ نسواں اور حقوقِ نسواں کی آواز کہہ لیا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ ہیر اپنے حق کے لیے کیسے لڑتی ہے؟ اُس کی بے باکی اور ثابت قدمی کی مثالیں درج ذیل مصرعوں سے ملاحظہ کریں:

قاضی ماپیاں ظالماں بنھ توری، ساڈی تانڈڑی دوستی بس ہوئی

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۱۹)

وارث شاہؒ نہ مُڑاں رنجھیٹڑے توں، بھاویں باپ دے باپ دا باپ آوے

(ہیر وارث شاہ، ص:۷۱)

ہور سبھ گلاں منظور ہوئیاں، رانجھے چاک تھوں رہیا نہ جامیاں

(ہیر وارث شاہ، ص:۵۷)

ہیر کا قصہ اگرچہ ہیر رانجھا کی عشقیہ کہانی ہے مگر اس کے پس منظر میں وارث شاہ نے دیس پنجاب کے جیتے جاگتے اور زندہ جاوید کرداروں کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ قصہ ہیر کا ہر کردار اُس عہد کے پنجاب میں جیتا جاگتا موجود تھا اور آج بھی موجود ہے۔ ہیر، رانجھا، کیدو، سہتی، مولوی، لُڈن ملاح، قاضی، مٹھی نائن، چوچک، مَلکی، سیدا کھیڑا، رائباں اور صیر فاں وہ کردار ہیں جو ہر عہد کے پنجاب میں موجود تھے، موجود ہیں اور آئندہ بھی نام بدل بدل کے موجود رہیں گے۔ وارث شاہ کی ہیر ہمیں اٹھارھویں صدی کے پنجاب کے لوگوں کی اصل نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔ وارث عہد کے مولوی کے متعلق حمید اللہ شاہ ہاشمی رقمطراز ہیں:

''اوس سمے دے عالم ایس زمانے دے عالماں وانگن اپنی ٹولی نوں ای جنتی سمجھدے سن تے دوجیاں نوں دوزخی۔ ایس لئی اوہناں وچ سچائی گھٹ تے تعصب بہتا سی۔ اک تھاں تے ملاں دی ذہنیت دا نقشہ کھچدیاں ہویاں وارث شاہ ہوری فرماندے نیں:

ع وارث شاہ میاں پَنڈ جھگڑیاں دی، پچھوں مُلاں مسیت دا آیائے'' [۱۱]

وارث شاہ ''ملاں'' کے کردار اور رانجھے اور ملاں کے باہمی مکالموں کے ذریعے اٹھارھویں صدی کے پنجاب کے لوگوں، مولویوں، مدارس، مساجد، انصاب اور طالب علموں کی مذہبی حالت کو بڑے خوبصورت انداز سے نہ صرف ہمارے سامنے لائے ہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ سب کچھ محفوظ کر کے تاریخ کا حصہ بھی بنا دیا ہے۔ مسجد کے حجرے میں بیٹھے مولوی کی ذہنیت اور سوچ کے نمائندہ مصرعے ملاحظہ کریں:

باس حلویاں دی خبر مُردیاں دی نال دعائیں دے جیوندے ماردے ہو
انھے، کوڑھیاں، لُولیاں وانگ بیٹھے قرعہ مرن جہان دا ماردے ہو

(ہیر وارث شاہ، ص:۲۰)

ع اک بھُل کے عین دا غین واچن ملاں جند کڈھن نال کڑکیاں دے

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۸)

ع وارث شاہ وچ حجریاں فعل کردے ملاں جوترے لاندے واہیاں نُوں

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۹)

مساجد اور مدارس کے نصاب کی واقفیت اور کتابوں کے نام تک اشعار میں گنوائے ہیں۔ کچھ پنجابی، فارسی اور عربی کتب کا ذکر ملاحظہ کریں:

اک نظم دے درس ہر کرن پڑھدے نام حق تے خالق باریاں نیں
گلستان، بوستان نال بہار دانش، طوطی نامہ تے رازق باریاں نیں
منشیات نصاب تے ابوالفصلاں شاہنامیوں واحد باریاں نیں
قرأن السعدین دیوان حافظ شیریں خسرواں لکھ سواریاں نیں

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۸)

معاشرے کا اہم فرد اور کردار ''قاضی'' منصف کے فرائض انجام دیتا تھا اور نکاح بھی پڑھاتا تھا۔ بقول حمید اللہ شاہ ہاشمی ''رشوت تے وڈھی اوس زمانے دی اک معاشرتی برائی سی۔ معاشرے دی جیہڑی خامی تے خرابی وارث شاہ نوں نظر آئی اے اوہ بھاویں قاضی وچ اے تے بھاویں ملاں وچ اوہناں ادھیڑ کے رکھ دتی اے۔'' [۱۲] وارث عہد کا قاضی کس کردار اور شخصیت کا مالک تھا؟ مثالیں دیکھیں:

حضرت قاضی تے پینچ سدا سارے بھائیاں زِمیں نُوں کچھ پوایا اے
وڈھی دے کے بھوئیں دے بنے وارث بنجر زمین رنجھیٹے نُوں آیا اے

(ہیر وارث شاہ، ص:٦)

کھاون وڈھیاں نت ایمان ویچن ایہو مار ہے قاضیاں ساریاں نُوں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۱۱۴)

بیمار ذہنیت رکھنے والے نفسیاتی کردار جو ہر معاشرے میں موجود ہوتے ہیں، وارث شاہ نے ''کیدو'' کے کردار کے ذریعے اُن کی بڑی خوبصورت نمائندگی کی ہے:

ع وارث شاہ میاں ویکھو ٹنگ لنگی، شیطان دی گلا جگاوندی ہے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۴۲)

عورتوں کے مکر و فریب اور عیاری بیان کرنے کے لیے استعارتاً سہتی کا ایسا کمال اور لازوال کردار تخلیق کیا ہے جس سے تو شیطان اور اس کے چیلے بھی پناہ مانگتے ہیں:

ع شیطان شطونگڑے ہتھ جوڑن، سہتی گورو تے اسیں جوگیلیاں نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۳۴)

پتن پر گھات لگائے بیٹھا لُڈن ملاح معاشرے کا وہ ناسور ہے جو لوگوں کا خوب استحصال کرتا ہے۔ وارث شاہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اٹھارھویں صدی کے پنجاب کے لوگوں میں خود غرضی، لالچ اور مفاد پرستی کس حد تک تھی۔ لُڈن ملاح انتہائی مادہ پرست انسان ہے۔ اسے کسی کے جذبات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس کے لیے روپیہ پیسہ ہی سب کچھ ہے۔ اسے کسی ضرورت مند کے واسطوں اور ترلے منتوں کی کوئی پرواہ نہیں:

پیسہ کھوہل کے ہتھ جے دھریں میرے گودی چائیکے پار اُتارنا ہاں
اَتے ڈھیکیا مفت جے کن کھائیں چا بیڑیوں زمین تے مارنا ہاں
جیہڑا کپڑا دے تے نقد مینوں سبھو اوس دے کم سوارنا ہاں
زوراوری جو بیڑی تے آن چڑھے ادھ واٹڑے ڈوب کے مارنا ہاں
ڈُوماں اَتے فقیراں تے مفت خوراں دُوروں کتیاں وانگ دُرکارنا ہاں
وارث شاہ جیہیاں پیرزادیاں نُوں مُڈھوں بیڑی دے وچ نہ واڑنا ہاں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۲)

اٹھارویں صدی کا زمانہ پنجاب میں کئی تباہیاں لے کر آیا۔ ۱۷۰۷ء کو اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہونا شروع ہوگئی اور دربار سرکار میں بھی سازشیں شروع ہوگئیں۔ نادر شاہ درانی اور احمد شاہ ابدالی نے ملکی نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ پنجاب کا علاقہ احمد شاہ ابدالی کے حملوں، سکھوں کی سازشوں اور مسلمانوں کی آپسی خانہ جنگیوں کی وجہ سے میدانِ جنگ بن گیا۔ معاشرتی، اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی اقدار زوال پذیر ہوگئیں۔ وارث شاہ نے اس ساری صورتحال کو اپنی شاعری میں بڑی غیر جانبداری سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے سکھوں کی فوج کو ''کٹک پنجاب''، احمد شاہ ابدالی کی افواج کو ''کٹک قندھار'' اور نادر شاہ کی فوج کو ''قزلباش جلاّد'' کہہ کر سیاسی حالات کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ مصرعے ملاحظہ کریں:

ع سُرمہ نیناں دی دھار وچ پھب رہیا، چڑھیا ہند تے کٹک پنجاب دا جی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۸)

ع پھرے چھنکدی چاؤ دے نال جٹی، چڑھیا غضب دا کٹک قندھار وچوں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۹)

ع قزلباش جلاد اسوار خونی، نکل دوڑیا اُرد بازار وچوں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۰)

ع فوجاں شاہ دیاں وارثا مار متھرا، مڑ پھیر لاہور نوں آئیاں نیں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۴۷)

ع سارے مُلک خراب پنجاب وچوں، سانوں وڈا افسوس قصور دا اے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۸۸)

وارث شاہ نے جب ہوش سنبھالا اس وقت پنجاب کے حالات بڑے پُر آشوب تھے۔ پنجاب میں ہر طرف افراتفری، لُوٹ مار، لاقانونیت، انارکی، بدامنی، معاشرتی خرابیاں اور سیاسی زوال عروج پر تھا۔ اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بلھے شاہ نے بھی ان حالات کی خوب منظر کشی اپنی شاعری میں پیش کی ہے جو بلاشبہ غیر جانبدار تاریخ ہے۔ وارث شاہ نے ہیر کے قصے میں ہی کمال فنکاری کے ساتھ ان تمام باتوں کی طرف اشارہ کر کے لوگوں کے مکروفریب اور ریّا کاری کو ایک حسّاس اور باشعور فنکار کی طرح غیر جانبداری سے بیان کیا ہے:

جدوں دیس تے جٹ سردار ہوئے، گھرو گھری جاں نویں سرکار ہوئی
اشراف خراب کمین تازہ، زمیندار نوں وڈی بہار ہوئی
چور چودھری یارنی پاکدامن، بھوت منڈلی اک تھوں چار ہوئی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۳۸۷)

وارث شاہ نے معاشرے میں اخلاقی زوال کو محسوس کرتے ہوئے اُن زوال پذیر اقدار کو پھر سے زندہ کرنے کی کوشش کی۔ وارث شاہ اخلاقیات کا مبلغ ہے۔ اس کی ''ہیر'' میں جابجا اعلیٰ اخلاقی باتوں اور تعلیمات کا ذکر ملتا ہے۔ وارث شاہ کی اخلاقی باتیں اور تعلیمات معاشرتی اصلاح کے حوالے سے وعظ اور تبلیغ کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً:

ع وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں، جیہناں کیتیاں نیک کمائیاں نیں

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۳۶)

ع وارث شاہ نہ سنگ نوں رنگ آوے، لکھ سُوہے دے وچ سمو رہیے

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۸۰)

ع صلح کیتیاں فتح جے ہتھ آوے، کمر جنگ تے مُول نہ کسیے نی

(ہیر وارث شاہ، ص: ۲۲۴)

وارث شاہ ہتھ پھڑے دی لاج ہندی کریئے ساتھ تاں پار اُتاریئے نی

(ہیر وارث شاہ، ص:۳۵۳)

ع بھائی مرن تے پوندیاں بھج بانہاں، بناں بھائیاں پرے پروار ناہیں

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۴)

وارث شاہ چھپایئے خلق کولوں بھاویں اپنا ہی گُڑ کھایئے نی

(ہیر وارث شاہ، ص:۶۴)

وارث شاہ نے اپنی حکمت و دانش اور دانائی سے ''ہیر'' کے عشقیہ قصے میں کئی ایسی آفاقی باتیں کہی ہیں جو آج اڑھائی سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی مسلمہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ اصل میں ان کی یہ باتیں آفاقیت اور عالمگیر سچائیوں کا روپ دھار گئی ہیں۔ آفاقیت کیا ہے؟ جے۔ اے۔ کوڈن (J.A.Cuddon) کا حوالہ دیکھیں:

> "Universality: That quality in a work of art which enables it to transcend the limits of the paticular situation, place, time, person and incident in such a way that it may be of interest, pleasure, and profit (in the non-commercial sense) to all men at any time in any place."[۱۳]

وارث شاہ کی ہیر بلاشبہ ایسا فن پارہ ہے جو ہر عہد اور خطے کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے۔ آپ کے کئی مصرعے آفاقی سچائیوں کا روپ دھار چکے ہیں:

ع کئی بول گئے شاخ عمر دی تے ایتھے آہلنا کسے نہ پایا ای

(ہیر وارث شاہ، ص:۳۸۵)

ع گئی عمر تے وقت پھیر نہیں مُڑدے، گئے کرم تے بھاگ نہ آوندے نی

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۲۶)

ع وارث شاہ جاں عاقبت خاک ہونا، ایتھے اپنی شان ودھایئے کیوں

(ہیر وارث شاہ، ص:۳۷۷)

ع وارث شاہ نکوئی تے بندگی کر، وَت نہیں جہان تے آونا وُو

(ہیر وارث شاہ، ص:۳۵۳)

ع وارث شاہ نہ عادتاں جاندیاں نیں، بھانویں کٹیے پوریاں پوریاں نی

(ہیر وارث شاہ، ص:۱۵۴)

ع بناں مغتاں مِصقلے لکھ پھیرو، نہ مورچہ جائے تلوار اتوں

(ہیر وارث شاہ، ص:۹۱)

وارث شاہ کی ''ہیر'' کو مدنظر رکھتے ہوئے زبان و بیان اور اسلوب کے اعتبار سے وارث شاہ کو پنجابی ادب کا بادشاہ کہا جا سکتا ہے۔ وارث شاہ کی ہیر اسی اندازِ بیان، اسلوب اور زبان کی بدولت آج اڑھائی سو سال گزرنے کے باوجود نہ صرف خود زندہ ہے بلکہ وارث شاہ کو بھی زندہ رکھے ہوئے ہے۔ ستار طاہر رقمطراز ہیں:

''ہیر میں پنجاب زندہ ملتا ہے، اپنی رہتل اور کلچر کے ساتھ، اپنی بو باس اور وسعتوں کے ساتھ۔ وارث شاہ ایک ایسا شاعر نہیں ہے کہ جسے کوئی خاص نام دیا جا سکے۔ وہ زندگی کے اسرار و رموز بھی بیان کرتا ہے، دانائی کی باتیں بھی کرتا ہے، اخلاقیات کو بھی موضوع بناتا ہے، سماجی حالات کو بھی نظر انداز نہیں کرتا، حسن کا شاعر بھی ہے اور عشق کی بلاخیزیوں کا داستان گو بھی...... شاید ہی انسانی زندگی کا کوئی ایسا بڑا موضوع ہو جس کا وارث شاہ کی ہیر میں ذکر نہ ملتا ہو۔

وارث شاہ کا شعری وژن لامحدود ہے۔ وہ تمثیل سے بھی کام لیتا ہے، زندگی اور فن کے ڈرامائی عنصر کو بھی برتتا ہے۔ وہ فرد کو بھی اس کی نفسیاتی گہرائی کے ساتھ پیش کرتا ہے اور ایک پورے سماج کی تصویر بھی بناتا ہے...... ہیر عالمی تاثیر کی کتاب ہے۔ پنجابیوں نے ہیر کے حوالے سے ہمیشہ اہلِ درد کو لُوٹا ہے۔ ہیر شاعروں اور نثر نگاروں کا موضوع بنی ہے اور مصوروں نے اس سے انسپریشن حاصل کی ہے۔''[۱۴]

حاصل بحث یہ کہ وارث شاہ وہ عظیم اور ہر مَن پسند فنکار ہے جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس بات کا ثبوت اس کی تخلیق ''ہیر'' ہے کہ اڑھائی صدیاں گزرنے کے باوجود بھی اپنی مثال آپ اور لاجواب ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ''ہیر'' صرف ایک Love Story نہیں بلکہ پورے پنجاب کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں پڑھنے والے کو دیس پنجاب سے متعلق ہر طرح کی انفارمیشن مل جاتی ہے۔ لہٰذا بعد میں لکھے جانے والے کم و بیش سو سے زیادہ قصے بھی ''ہیر'' کی مشہوری اور چکا چوند کو کم نہیں کر سکے۔ وارث شاہ کی بڑائی یہ ہے کہ پنجابی زبان بولنے، سمجھنے والوں کے علاوہ ''غیر زبان'' والوں سے بھی دادِ تحسین وصول کرتے ہیں۔ اردو کے معروف شاعر سیّد انشاء اللہ خاں انشاء نے وارث شاہ اور اس کی ہیر کے علاوہ پنجاب اور پنجابیوں کو بھی سانجھا خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

سُنایا رات کو قِصہ جو ہیر رانجھے کا تو اہلِ درد کو پنجابیوں نے لُوٹ لیا[۱۵]

حواشی:

۱۔ منی ایچر "Miniature" سے مراد ہے بالکل چھوٹی تصویر یا کسی شے کا چھوٹا سا نمونہ۔ مغل حکمرانوں نے اپنے دورِ حکومت میں منی ایچر پینٹنگ کو اس خطے میں رواج دیا۔ یہ فن اصل میں ایران سے اس خطے میں آیا۔ منی ایچر کی مثال کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ پورے پنجاب کے نقشے کو ایک کتابی سائز کے صفحے پر اس طرح پیش کیا جائے کہ ہر ایک شے کی بخوبی وضاحت ہو سکے۔ اُس ایک صفحے کی تصویر کو پورے پنجاب کا

منی ایچر کہا جائے گا۔

۲۔ فیروزالدین، مولوی، الحاج، فیروز اللغات ، (لاہور، راولپنڈی، کراچی: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، س ن)، ص: ۱۳۰

۳۔ *Oxford English Dictionary*, Third Edition, Volume 1, Printed In Great Britain, 1952, P. 607

۴۔ اردو انسائیکلو پیڈیا، لاہور، راولپنڈی، (کراچی: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، س ن)، ص: ۱۹۴، ۱۹۵

۵۔ https://www.britannica.com/topic/encyclopaedia

۶۔ https://en.m.wikipedia.org/wiki/encyclopedia

۷۔ حسین شاہد، پورنے، (لاہور: عزیز پبلشرز، ۱۹۹۱ء)، ص: ۱۷

۸۔ واصف لطیف، ہیر وارث شاہ وچ آفاقی سچائیاں ، مقالہ برائے ایم۔اے (پنجابی)، (شعبۂ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، سیشن: ۲۰۰۶ تا ۲۰۰۸)، ص: ۶

۹۔ وارث شاہ، ہیر وارث شاہ ، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بارایٹ لاء، (لاہور: پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۴ء)، ص: ۳۸۹

<u>نوٹ:</u> اس مضمون میں درج ''ہیر'' وارث شاہ کا سارا متن ہیر وارث شاہ مرتبہ شیخ عبدالعزیز بارایٹ لاء، مذکورہ حوالہ نمبر ۹ سے لیا گیا ہے۔

۱۰۔ حسین شاہد، پورنے، ص: ۱۰۲

۱۱۔ حمیداللہ شاہ ہاشمی، سیّد وارث شاہ، (فیصل آباد: مجلس پنجابی ادب، ۱۹۷۸ء)، ص: ۴۲

۱۲۔ ایضاً، ص: ۴۶

۱۳۔ Penrice, John, *A Dictionary ang Glossary of the kor-An*, 1st Edition, Lahore: Al-Biruni, 1975, p.6-7

۱۴۔ ستار طاہر، دُنیا کی سو عظیم کتابیں، (ملتان: کارواں ادب، ۲۰۰۰ء)، ص: ۳۱۱

۱۵۔ انشاء، انشاءاللہ خاں، کلیات اوّل، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۶ء)، ص: ۵۹، ۶۰

مآخذ:

۱۔ اُردو انسا ئیکلو پیڈیا، لاہور: فیروز سنز۔

۲۔ انشاء، انشاءاللہ خاں، کلیات اوّل، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۶ء۔

۳۔ حسین شاہد، پورنے، لاہور: عزیز پبلشرز، ۱۹۹۱ء۔

۴۔ ستار طاہر، دُنیا کی سو عظیم کتابیں، ملتان: کاروان ادب، ۲۰۰۰ء۔

۵۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز۔

۶۔ وارث شاہ، ہیر، مرتبہ، شیخ عبدالعزیز بار ایٹ لا، لاہور: پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۴ء۔

۷۔ واصف لطیف، ہیر وارث شاہ وچ آفاقی سچائیاں، مقالہ برائے ایم۔اے پنجابی، لاہور: شعبۂ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، سیشن ۲۰۰۶ء۔ ۲۰۰۸ء۔

۸۔ ہاشمی، حمیداللہ شاہ، سید وارث شاہ، فیصل آباد: مجلس پنجابی ادب، ۱۹۷۸ء۔

۹۔ Penrice, John, *A Dictionary ang Glossary of the kor-An*, 1st Edition, Lahore: Al-Biruni, 1975.

☆☆☆